سوال

(02)آسیب کا مطلب و تفصیلی مفہوم

جواب

السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته

آسیب کا مطلب و تفصیلی مفہوم

آسیب کا مطلب عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ آسیب زدہ کو جن (مومن یا فاسق فاجر یا کافر) لگ گیا ہے۔ اور اسی کے تصرف سے آسیب زدہ کے حرکات وسکنات، افعال واقوال میں خلل پڑگیا ہے۔ آسیب زدگی کی شکایت زیادہ تر عورتوں میں دیکھی جاتی ہے، لیکن ان میں سے اکثر واقع اور حقیقت میں آسیب زدگی نہیں، بلکہ اختناق یعنی ''ہسٹیر،، میں مبتلا ہوتی ہیں، یا پھر کسی ذاتی غرض اور مقصد کی خاطر بتکیف وتصنع آسیب زدہ بن جاتی ہیں۔

آسیب زدگی کا عقیدہ کم وبیش پوری دنیا میں پایا جاتا ہے۔ لیکن کچھ لوگ ہر جگہ ایسے پائے جاتے ہیں، جو اس کے بالکل منکر ہیں، اور کہتے ہیں کہ جن وشیاطین کسی انسان یا جانور کو نہیں لگتے، اور ان میں کچھ تصرف کرسکتے ہیں۔ اور کسی انسان یا حیوان سے جو خلاف عادت جرکتیں سرزد ہوتی ہیں۔ تو ایسا محض کسی جسمانی یا دماغی بیماری کے باعث ہوتا ہے یا تصنع اور اشرارت پر مبنی ہوتا ہے۔ لیکن ہمارے نزدیک جنات کے کسی پر آنے، یا سوار ہونے اور اس میں ایسا تصرف کرنے سے جو عادت اور معمول کے خلاف ہو، اس کا بالکل انکار کرنا صحیح نہیں ہے۔

17 جولائی کو یہاں تک خط کا جواب اور استفسار کے سلسلے میں اوپر کی سطریں لکھوائی گئی تھیں کہ یکایک کسی مہمان کے آجانے کی وجہ سے یہ جواب مکمل نہ کیا جاسکا۔ سخت افسوس ہے کہ باوجود کوشش کے آج 27 اگست سے پہلے اس کے مکمل کرنے کا موقع نہیں مل سکا۔ خدا کرے اسی مجلس میں یہ تحریر شم پشم کسی طرح تکمیل کو پہنچ جائے

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة الله وبرکاته!

الحمد لله، والصلاة والسلام علىٰ رسول الله، أما بعد!

آسیب زدگی یعنی: کسی انسان پر جن اور شیطان کے سوار ہونے یا اس کو لگ جانے، اور پھر اس انسان کا جن یا شیطان کی زبان سے مختلف قسم کی مربوط یا غیر مربوط باتین کرنا یا پڑھنا، یا غیر متوقع حرکات وسکناب کا اس سے سرزد ہونا، نہ عقلاً غلط ہے نہ شرعاً۔ بلکہ مشاہدہ اور حس وتجربہ اس کے قوع کی کھلی دلیل ہے، چاہے آپ کے موحد اخلص مولانا مسعود الدین عثمانی اور ان جیسے لوگ، اس کا کتنا ہی انکار کریں، اور اس قسم کے واقعات کی کچھ بھی تاویل وتوجیہ کریں۔

جاہلیت کے زمانے میں اور نزول قرآن کے وقت بھی لوگوں کا عقیدہ تھا کہ انسان کو جن یا شیطان لگ جاتا ہے، اور اس میں مذکورہ قسم کا تصرف کرتا ہے اور اسی عقیدہ کے اثر سے وہ آں حضرت ﷺ کے بارے میں کہا کرتے تھے کہ آپ مجنون ہیں، یعنی: آپ دیوانہ ہیں یا آپ کو جن لگ گیا ہے، اور آپ جو کچھ ہم کو سناتے ہیں وہ اسی جن کے تصرف سے ہوتا

ہے ۔ قرآن نے آں حضورﷺ کی طرف مجنون ہونے کی نسبت کی تو سخت تردید کی ، لیکن کسی انسان کو جن لگنے کے نفس عقیدہ کی کہیں تردید نہیں کی ۔ نہ آں حضورﷺ نے اس خیال یا عقیدہ کی تردید فرمائی ۔

قرآن کریم کی اس آیت الَّذينَ يَأكُلونَ الرِّبوٰا لا يَقومونَ إِلّا كَما يَقومُ الَّذى يَتَخَبَّطُهُ الشَّيطـٰنُ مِنَ المَسِّ ... البقرة ٢٧٥ سے اس عقیدہ کی تائید ہوتی ہے ۔ اس آیت کی تاویل میں مسعود الدین عثمانی صاحب اور دوسرے عقلیت زدہ مفسرین کا یہ کہنا کہ تشبیہ میں مقصود محض جاہلی عقیدہ کا اظہار ہے ، اس کا اقرار اور اثبات مقصود نہیں ہے ، سخت محل نظر ہے کیونکہ اگر یہ عقیدہ نفسہ شرعاً غلط ہے تو اس کو تشبیہ میں بغیر نکیر کے ذکر کردینا کیوں کر صحیح ہوسکتا ہے ؟ ۔ اس بارے میں غازی عزیز سلمہ اللہ کے استفسار کے جواب میں بھی جس کا تعلق رسالہ ''تعویذ گنڈا شرک ہے ،، سے تھا ، کچھ لکھا جاچکا ہے ۔

کرامت اور معجزہ اور سحر وشعبدہ ، ان تینوں کے درمیان جو فرق ہے ، وہ آپ سے مخفی نہیں ہے ، خرق عادت کے طور پر مومن ، صالح ، متقی کے ذریعہ اللہ تعالی جو امر ظاہر فرماتا ہے ، وہ ''کرامت ،، کہلاتا ہے ۔ اور اس قسم کی جو چیزیں نبی کے ذریعہ ظاہر ہوتی ہیں ۔ وہ ''معجزہ ،، کہلاتی ہیں اور جو پہچان معجزہ کی ہے ، وہی کرامت کی بھی ہے ۔ امام نووی نے ''ریاض الصالحین ،، میں ''کرامۃ الاولیاء و فضلھم ،، کے عنوان سے ایک باب منعقدہ کیا ہے اور اس کے مناسب آیتیں پھر احادیث ذکر کی ہیں ۔ امید ہے کہ آپ اس باب کو ضرور ملاحظہ کریں گے ۔ نیز حضرت نواب صاحب بھوپالی نے بھی دلیل الطالب جلد میں 733 تا ص : 739 میں ''کرامت اولیاء ،، پر مفصل بحث کی ہے ، اسے بھی آپ ضرور ملاحظہ کریں ۔

حدیث : اول ماخلق اللہ نوری ،، اور نوری ،، اور حدیث : '' یا جابر اول ماخلق اللہ نور نبیک ،، کو صاحب ''سیرۃ النبی ،، نے جلد : 3 737 738 میں زرقانی علی المواہب اور مصنف عبدالرزاق کے حوالہ سے ذکر کیا ہے ۔ قسطلانی ''المواہب اللدینہ ،، کی شرح للزرقانی 1 27 طبع بیروت میں حدیث : ''اول ماخلق اللہ نوری ،، بغیر سند اور بغیر مخرج کے بیان کے مذکور ہے ۔ اور حدیث : ''یا جابر اول ماخلق اللہ نوری ،، مصنف عبدالرزاق میں تلاش کی گئی لیکن وہاں مل سکی ۔ اس کے بعد محمد عبدالسلام خضر الشقیری کی کتاب ''السنن والمتدعات المتعلقۃ بالاذکار والصلوات ،، ص : 93 نظر سے گزری جس میں مصنف مذکور لکھتے ہیں : ''ومسئلۃ خلق کل شئی من نور النبی صلی اللہ علیہ وسلم . التی جعلھا ابن بنانۃ موضوع خطبۃ السخیفۃ . قد اوضحھا وبین بطلان حدیثھا صاحب المنار بالمجلد الثامن من صفحۃ 86 ، قد افاض ہنالک وافاد واجاد ، فجزاہ الحق عن تحقیق الحق خیر الجزاء ، وحدیث : اول ماخلق اللہ نور نبیک یا جابر اخرجہ عبدالرزاق ، ولا اصل لہ ، ولیس فیہ تعظیم للنبی صلی اللہ علیہ وسلم ، بل مثار شبہات وشکوک فی الدین ، قال اللہ تعالی : ''وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل ،، وقال : قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی ،، وقد قال محمد بن عثمان الثقفی البصری : واللہ الذی لا الہ ہوان عبدالرزاق کذاب ،، انتھی اس وقت اس حدیث کے بارے میں اس سے زیادہ کچھ نہیں لکھا جاسکتا ، امید ہے آپ بطور خود بھی تفتیش کریں گے ، ممکن ہے اس سے متعلق کچھ مزید مواد مل جائے ۔

عید کے بعد قاری محمد زبیر سے ملاقات ہوئی ۔ انہوں نے آپ کی دی ہوئی تین کتابیں 1 ۔ تحفہ حدیث ، 2 ۔ روزہ ، 3 ۔ یہ قبریں اور آستانے ۔ حوالہ کیں اور آپ کا سلام اور خیر وخیریت پہنچائی ۔ یہ معلوم ہوکر بڑی خوشی ہوئی کہ آپ ان دنوں ہر طرح صحت مند ہیں ۔ رمضان سے بہت پہلے مولانا مختار احمد ندوی نے آپ کی کتاب تحفہ حدیث بھیج دی تھی جسے سرسری طور پر از اول تا آخر پڑھ لیا گیا تھا ۔ کتاب کے شروع میں مضامین کی فہرست دے دی گئی ہے یہ بہت اچھا ہوا ۔ اس سے کتاب کے محتویات ومشتملات کا اجمالی علم ہوجاتا ہے ۔ کتاب مجموعی حیثیت سے جامع اور عوام کے لیے انشاء اللہ بہت مفید ثابت ہوگی ۔ کتاب میں موجود باتیں کھٹکیں ، مختصراً ذیل میں درج کی جارہی ہیں :

(1) یہ کتاب غیر عربی دانوں کے لیے لکھی گئی ہے ، اس لیے اس میں جہاں کہیں بھی قرآن کی کوئی آیت یا حدیث لکھی گئی ہے ان پر اعراب لگانا ضروری تھا ، لیکن افسوس ہے کہ اس کا التزام نہیں کیا گیا ، کہیں اعراب لگایا گیا ہے اور کہیں نہیں ، اور جہاں کہیں اعراب لگایا گیا بھی ہے ، صحیح اعراب لگانے کا اہتمام والتزام نہیں کیا گیا ہے اور بعض جگہ نقطے بے موقع دیئے گئے ہیں ۔

(2) آپ جانتے ہیں کہ اس وقت اردو زبان کو کس قدر آسان اور عام فہم بنانے کی ضرورت ہے ! ۔ اب مولانا ابوالکلام آزاد یا مولانا مودودی کی اردو کا سمجھنا عام اردو دانوں با لخصوص کم پڑھی لکھی عورتوں کے لیے مشکل ہی نہیں بلکہ تقریباً ناممکن ہے ۔ ''تحفہ حدیث ،، کی زبان آسان سے آسان تر اور عام فہم ہونی چاہیئے تھی ، تاکہ معمولی اردو جاننے والے مرد اور عورتیں اس سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھا سکیں ۔

(3) ص : 34میں سطر : 5اور6میں یہ لکھا ہے کہ ''ساڑھے سات تولہ سونا اس کی قیمت کا نقدروپیہ ہو،، یہ چیز سمجھ میں نہیں آئی۔ ساڑھے سات تولہ کی مقدار، یہ سونے کا نصاب ہے اور جب خود اس مقدار میں سونا موجود ہو تو اس قیمت کا نقدروپیہ اعتبار کرنے کی کیا ضرورت اور کیا فائدہ ہے؟ سونے کا زکاۃ کے نصاب میں قیمت کا لحاظ قطعاً نہیں کیا جائے گا۔
ص : 116میں تفرقہ اندازی کے عنوان طبرانی کے حوالہ سے حدیث ''من تفرق فلیس منا،، ذکر کی گئی ہے اور ترجمہ میں یہ لکھا گیا ہے،،جو شخص آپس میں تفرقہ اور جدائی ڈالے وہ ہم میں سے نہیں ہے،، لفظ حدیث اور ترجمہ میں مناسبت نہیں ہے۔ ''تفرق،،کے معنی جدائی ہونے کے ہیں، جدائی ڈالنے کے نہیں ہیں۔ اس مقصد کےلیے ''فرق،، کا لفظ چاہیئے۔ چنانچہ یہ حدیث سیوطی نے جامع صغیر میں طبرانی کے حوالہ سے ''من فرق فلیس منا، ہی کے لفظ کے ساتھ ذکر کی ہے۔ لیکن اس لفظ یعنی ''من فرق،، کا وہ مطلب بنان کرنا جسے آپ نے کتاب میں عنوان مذکور کے تحت ذکر کیا ہے، مخدوش ہے۔ اس لیے کہ یہ حدیث مسند احمد(1)(حاشیہ : مسند احمد4 412-414)،ترمذی(2) مستدرک حاکم (حاشیہ : کباب البیوع باب ماجاء فی کراہۃ ان یفرق بین الاھوین او بین الوالدۃ وولدھافی البیع (1283)3 580 وکتاب السبی باب فی کراہیۃ التفریق بین السبی 3-1566 134، عن ابی ایوب الانصاری، علامہ البانی نے اس حدیث کو حسن کہا ہے۔(1 55) میں حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے : ''من فرق بین والدھا،فرق اللہ بینہ وبین احبتہ یوم القیامۃ،، چنانچہ علامہ عبدالرؤف مناوی نے فتح القدیر شرح جامع صغیر6 187میں اس مطول حدیث کی روشنی میں آپ کی پش کردہ مختصر حدیث کی شرح میں لکھا ہے : ''من فرق،ای بین والدۃ ووالدھا فلیس منا،ای لیس من العالمین بشرعنا المتبعین لأمرنا،، علاوہ بریں یہ مختصر حدیث جو معقل بن یسار صحابی سے مروی ہے، سخت ضعیف ہے اس کی سند میں ایک راوی نصر بن طریف ہیں اور وہ کذاب ہیں کما قال الھیثمی فی مجمع الزاوائد

(4) ص : 125میں مشکاۃ کے حوالہ سے ایک حدیث بایں لفظ نقل کی گئی ہے : ''النکاح من سنتي، فمن رغب عن سنتي، فلیس مني،،اس کے بارے میں اس سے پہلے کبھی آپ کو لکھا جاچکا ہے کہ کسی ایک روایت میں یہ پورا متن موجود نہیں ہے، بلکہ جو مختلف حدیثوں کا الگ الگ ٹکڑا ہے، جس کو صاحب مشکوۃ نے ایک جگہ جوڑ دیا ہے،اور اس طرح سے یہ حدیث زبان زد عوام وخواص ہوگئی ہے۔

(5) ص : 147 میں سطر17 میں لکھا گیا ہے وہ یعنی داوٗد علیہ السلام درع اور لوہے کی مصنوعات بناتے تھے۔ حدیثوں میں صرف زرہ بنانے کا اور قرآن میں ''صنعۃ لبوس، (الانبیاء : 8)کی تعلیم کا ذکر ہے۔ آپ کی کتاب میں درع کے بجائے ''زرہ،، کے ذکر پر اکتفا ہونا چائیے۔

(6) ص : 149کی آخری سطروں میں لباس کی کاٹ چھانٹ اور بناوٹ میں نئی نئی صورتیں پیدا کئے جانے ،اور ان کے اختیار روجواز کےلیے جو شرطیں ذکر کی گئی ہیں۔ ان میں اس ایک شرط کا اضافہ کرنا مناسب بلکہ ضروری ہے : ایسی وضع اور تراش ،لباس کی نہیں ہونی چائیے جو کسی غیر مسلم کی قومی یا مذہبی پوشاک ولباس کے مشابہ ہوجائے تاکہ ''من تشبہ بقوم فھو منھم،، کے خلاف نہ ہو۔

عبیداللہ رحمانی (مکاتب شیخ رحمانی بنام مولانا محمدامین اثری ص :132 136)

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ شیخ الحدیث مبارکپوری

جلد نمبر 1

صفحہ نمبر 28